آیاتہا ۴۲ ‏ سورۃ عبس مکیۃ ۸۰ ‏ رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ عبس مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى ۙ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ؕ﴿۲﴾ وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰۤى ۙ﴿۳﴾ اَوْ
يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ؕ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۙ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ؕ﴿۶﴾ وَ
مَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ؕ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ﴿۸﴾ وَ هُوَ يَخْشٰى ۙ﴿۹﴾ فَاَنْتَ
عَنْهُ تَلَهّٰى ۚ﴿۱۰﴾ كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۘ﴿۱۲﴾ فِيْ صُحُفٍ
مُّكَرَّمَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ ۙ﴿۱۴﴾ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ؕ﴿۱۶﴾

’’چیں بہ جبیں ہوئے اور منہ پھیر لیا۔ (اس وجہ سے کہ) ان کے پاس ایک نابینا آتا۔ اور آپ کیا جانیں شاید وہ پاکیزہ تر ہو جاتا۔ یا وہ غور و فکر کرتا تو نفع پہنچاتی اسے یہ نصیحت۔ لیکن وہ جو پرواہ نہیں کرتا، آپ اس کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور آپ پر کوئی ضرر نہیں اگر وہ نہ سدھرے۔ اور جو آپ کے پاس آیا ہے دوڑتا ہوا۔ اور وہ ڈر بھی رہا ہے۔ تو آپ اس سے بے رخی برتتے ہیں۔ ایسا نہ چاہیے یہ تو نصیحت ہے۔ سو جس کا جی چاہے اسے قبول کر لے۔ یہ ایسے صحیفوں میں (ثبت) ہے جو معزز ہے۔ جو بلند مرتبہ پاکیزہ ہیں۔ ایسے کاتبوں کے ہاتھوں سے لکھے ہیں۔ جو بڑے بزرگ اور نیکوکار ہیں‘‘۔

امام ابن ضریس نے ابووائل سے بیان کیا ہے کہ بنی اسد کا ایک وفد حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم بنوزنیۃ احلاس الخیل (ہمیشہ گھوڑوں پر سوار رہنے والے) ہیں۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تم بنورشدہ ہو۔ تو حضرمی بن عامر نے کہا: قسم بخدا! ہم بنی محوسلہ کی طرح نہیں ہوں گے اور ان سے مراد بنوعبداللہ بن غطفان ہیں۔ انہیں بنوعبدالعزی بن غطفان کہا جاتا تھا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرمی سے فرمایا: کیا تو قرآن میں سے کچھ پڑھ سکتا ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اسے پڑھ۔ چنانچہ اس نے عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى پڑھی جہاں تک اللہ تعالیٰ نے اس کو پڑھنا چاہا۔ پھر اس نے کہا: ’’وَهُوَ الَّذِيْ مَنَّ عَلَى الْحُبْلٰى فَاَخْرَجَ مِنْهَا

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

نَسَمَةً تَسۡعٰی بَیۡنَ شَرَاسِیۡفَ وَحَشًا ''تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اس میں اضافہ نہ کر کیونکہ یہی کافی ہے (اور وہ وہ ہے جس نے حاملہ پر احسان فرمایا اور اس سے ایک روح کو نکالا جو وحشت ناک تکالیف کے درمیان دوڑ دھوپ کرتی ہے)

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علاء بن یزید حضرمی نے حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ تو آپ ﷺ نے اسے اجازت مرحمت فرمائی۔ دونوں کے درمیان طویل گفتگو جاری رہی۔ پھر آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اے علاء! کیا تو قرآن کریم میں سے کچھ حسین انداز میں پڑھ سکتا ہے؟ آپ نے عرض کی: ہاں۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے سورۂ عبس پڑھی، یہاں تک کہ اسے ختم کر دیا اور اس کے آخر تک انتہا کر دی۔ اور اپنی جانب سے اس کے آخر میں یہ اضافہ کر دیا: ''وَهُوَ الَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ مِنَ الۡحُبۡلٰی نَسَمَةً تَسۡعٰی مِنۡ بَیۡنِ شَرَاسِیۡفَ وَحَشًا ''تو حضور نبی کریم ﷺ نے انتہائی زوردار انداز میں فرمایا: اے علاء! رک جا۔ تحقیق سورت مکمل ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم۔

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن منذر، ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ سورۂ عبس وتولی حضرت ابن ام مکتوم اعمیٰ رضی اللہ عنہ (جو کہ نابینے تھے) کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور یہ کہنا شروع کر دیا۔ ''یا رسول اللہ ﷺ ارشدنی'' اے رسول اللہ! ﷺ میری راہنمائی فرمائیے۔ اور اس وقت آپ ﷺ کے مشرکین کے سرداروں میں سے کوئی آدمی موجود تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ آپ (حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) سے اعراض کرنے لگے اور دوسرے کی جانب توجہ دینے لگے اور فرمانے لگے: کیا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس میں تو کوئی حرج دیکھتا ہے؟ تو وہ کہنے لگا: نہیں۔ تو اسی کے بارے یہ سورت نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سرداران قریش میں سے کچھ لوگوں کی مجلس میں تھے۔ ان میں ابوجہل بن ہشام اور عتبہ بن ربیعہ بھی تھے۔ تو آپ ﷺ انہیں فرمانے لگے کیا یہ اچھا نہیں ہے کہ میں اس اس طرح کے ساتھ آیا؟ تو وہ کہنے لگے: درست ہے۔ قسم بخدا! پھر حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ ان کے ساتھ محو گفتگو تھے۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ سے کچھ پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے ان سے اعراض برت لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰی ۙ﴿۵﴾ فَاَنۡتَ لَهٗ تَصَدّٰی ؕ﴿۶﴾ وَمَا عَلَیۡكَ اَلَّا یَزَّکّٰی ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنۡ جَآءَكَ یَسۡعٰی ۙ﴿۸﴾ وَهُوَ یَخۡشٰی ۙ﴿۹﴾ فَاَنۡتَ عَنۡهُ تَلَهّٰی ۚ﴿۱۰﴾ یعنی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابو یعلی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ ابی بن خلف سے گفتگو فرما رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے اعراض فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: عَبَسَ وَتَوَلّٰۤی ۙ﴿۱﴾ اَنۡ جَآءَهُ الۡاَعۡمٰی پھر اس کے بعد حضور

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 558 (3896)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

نبی کریم ﷺ ان کی عزت وتکریم کرتے تھے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اس اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ عتبہ بن ربیعہ، عباس بن عبد المطلب اور ابوجہل بن ہشام سے گفتگو فرما رہے تھے اور آپ ﷺ ان کی طرف بہت زیادہ توجہ دے رہے تھے اور آپ یہ چاہتے تھے کہ وہ ایمان لے آئیں۔ اتنے میں ایک نابینا آدمی آپ ﷺ کی بارگاہ میں آیا۔ اسے حضرت عبداللہ ام مکتوم کہا جاتا ہے۔ وہ چلا آرہا ہے اور آپ ﷺ ان سے آہستہ آہستہ گفتگو فرما رہے ہیں۔ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آتے ہی حضور نبی کریم ﷺ سے قرآن کریم کی کسی آیت کا مطالبہ کرنے لگے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ مجھے اس میں سے کچھ سکھایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض فرمالیا اور اپنے چہرے میں تیوری چڑھالی اور منہ پھیر لیا۔ اور اس کی گفتگو پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور آپ ﷺ دوسروں کی طرف ہی متوجہ رہے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی گفتگو مکمل فرمالی اور اپنے اہل کی طرف لوٹنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کچھ بصارت کو روک لیا۔ پھر اونگھ کے سبب آپ کا سر حرکت کرنے لگا اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی ۔ پس جب اس میں جو نازل ہوا سو نازل ہوا۔ نبی اللہ ﷺ ان کی تکریم کرتے۔ اور ان سے گفتگو فرماتے اور انہیں فرماتے تمہاری کیا حاجت ہے؟ کیا تم کسی شے کا ارادہ رکھتے ہو؟(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے۔ تو آپ ﷺ نے اپنے چہرے میں تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا اور امیہ بن خلف کی طرف توجہ دینے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی ۙ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حکم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بعد رسول اللہ ﷺ کو کسی دولت مند کی طرف توجہ کرتے ہوئے اور کسی فقیر سے اعراض کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ وحی میں سے کوئی شے چھپاتے تو اسے اپنے بارے میں ضرور چھپاتے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو کہ نابینا تھے آئے اور انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ جیسا کہ آپ جانتے ہیں میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں، میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں، میری بصارت چلی گئی ہے، اور میرا ایک قائد ہے کہ اس کا میری راہنمائی کرنا مناسب نہیں لگے گا۔ کیا آپ میرے لیے یہ رخصت دیتے ہیں کہ میں پانچوں نمازیں اپنے گھر میں ادا کرلوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو مؤذن کی آواز سنتا ہے؟ عرض کی: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 392 (3493)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 64، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

فرمایا میں تیرے لیے کوئی رخصت نہیں پاتا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک وہ نابینا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی نازل فرمائی وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بلاشبہ میں اذان کی آواز سنتا ہوں۔ لیکن میں کوئی قائد (راہنمائی کرنے والا) نہیں پاتا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو اذان سنے تو اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کر۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَنۡ جَآءَهُ الۡاَعۡمٰى کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ بنی فہر سے تعلق رکھنے والا ایک آدمی تھا جس کا نام حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھا۔ اور اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰى سے مراد عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف ہیں۔

امام ابن سعد اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے قول باری تعالیٰ عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں مراد رسول اللہ ﷺ ہیں کہ آپ نے سرداران قریش میں سے کسی آدمی سے ملاقات فرمائی اور اسے اسلام کی دعوت دی۔ پھر حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور احکام اسلام کے بارے آپ ﷺ سے سوال کرنے لگے۔ تو آپ ﷺ نے اپنے چہرے میں تیوری چڑھائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے آپ ﷺ کو عتاب فرمایا اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کی عزت و تکریم فرمائی۔ اور دو بار انہیں مدینہ طیبہ میں اپنا نائب بنایا۔(2)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے پاس ایک نابینا آدمی تھا۔ آپ نے اس کے لیے لیموں کاٹا اور شہد کے ساتھ اسے کھلانے لگیں۔ تو میں نے دریافت کیا: یہ کون ہے اے امیر المومنین! تو انہوں نے فرمایا: یہ وہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو عتاب فرمایا۔ انہوں نے فرمایا: یہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس عتبہ اور ربیعہ بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان دونوں کی طرف متوجہ تھے۔ چنانچہ عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی ۙ اَنۡ جَآءَهُ الۡاَعۡمٰى نازل ہوئی۔ مراد حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ صنادید قریش میں سے ایک سردار کے ساتھ تنہائی میں گفتگو فرما رہے تھے اور آپ ﷺ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ اور آپ ﷺ اس کے اسلام قبول کرنے کی آرزومند تھے کہ اچانک حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم الاعمی رضی اللہ عنہ آگئے۔ تو جب حضور

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 224 (7886)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ طبقات ابن سعد، جلد 4، صفحہ 209، دار صادر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 735 (6671)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

نبی مکرم ﷺ نے اسے دیکھا تو اس کے آنے کو ناپسند کیا اور اپنے دل میں کہا: یہ قریشی کہے گا کہ ان کی اتباع کرنے والے اندھے، پست گھٹیا اور غلامی کی زندگی گزارنے والے لوگ ہیں۔ پس آپ ﷺ چیں بہ جبیں ہوئے تو وحی نازل ہوئی عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی الی آخر الآیہ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ فرمایا یہ قرآن ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ فرمایا: مراد لکھنے والے کتابت کرنے والے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ سے مراد حضور نبی مکرم ﷺ کے صحابہ کرام ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسَفَرَةٍ سے مراد ملائکہ میں سے لکھنے والے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ سے مراد کاتب (لکھنے والے) ہیں۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سَفَرَةٍ سے مراد نبطی زبان میں قراء (قرأت کرنے والے) ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ سے مراد ملائکہ ہیں۔(2)

امام احمد اور ائمہ ستہ رحمہما اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قرآن کریم پڑھتا ہے اور وہ اس میں ماہر ہو تو وہ ایسے کاتبوں کے ساتھ ہوگا جو بڑے معزز اور نیکوکار ہیں۔ اور جو اسے پڑھتا ہے اور اس پر شاق اور مشکل ہو تو اس کے لیے دو اجر ہیں (3)۔ واللہ اعلم۔

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا یَقْضِ مَاۤ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 392 (3495)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 48، دار صادر بیروت

marfat.com

Marfat.com

حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّ زَیْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّ حَدَآىِٕقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾

''غارت ہو (منکر) انسان! وہ کتنا احسان فراموش ہے۔ کس چیز سے اللہ نے اسے پیدا کیا۔ ایک بوند سے۔ اسے پیدا کیا پھر اس کی ہر چیز اندازہ سے بنائی۔ پھر (زندگی کی) راہ اس پر آسان کر دی۔ پھر اسے موت دی اور اسے قبر میں پہنچا دیا۔ پھر جب چاہے گا اسے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ یقیناً وہ بجانہ لایا جو اللہ نے اسے حکم دیا تھا۔ پھر ذرا انسان غور سے دیکھے اپنی غذا کو۔ بے شک ہم نے زور سے پانی برسایا۔ پھر اچھی طرح پھاڑا زمین کو۔ پھر ہم نے اگایا اس میں غلہ۔ اور انگور اور ترکاریاں۔ اور زیتون اور کھجوریں۔ اور گھنے باغات۔ اور (طرح طرح کے) پھل اور گھاس۔ سامان زیست تمہارے لیے اور تمہارے مویشیوں کے لیے''۔

ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ عتبہ بن ابی جہل کے بارے نازل ہوئی جب کہ اس نے یہ کہا ''كَفَرْتُ بِرَبِّ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى '' میں نے ستارے کے رب سے کفر کیا جب کہ وہ اوپر سے نیچے گرتا ہے۔ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بددعا فرمائی۔ نتیجۃً شام کے راستے میں شیر اس پر حملہ آور ہوا اور اسے نگل لیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ قرآن کریم میں جہاں بھی قُتِلَ الْاِنْسَانُ ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد کافر ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَاۤ اَكْفَرَهٗ کا معنی ہے اس کا کفر کتنا شدید ہے۔ اور فَقَدَّرَهٗ کے تحت فرمایا اور اس کا انداز مقرر فرمایا: نطفہ سے، پھر علقہ، پھر مضغہ، پھر اس طرح مختلف مراحل سے گزار کر اس کی تخلیق مکمل فرمائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ کے تحت فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی ہر شے اس کی ماں کے رحم میں اندازہ سے بنائی جیسے اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ سے مراد یہ ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنی ماں کے پیٹ سے نکلنے کی راہ آسان کر دی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ سے مراد اس کا رحم سے نکلنا ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے اس سے مراد اس کا اپنی ماں کے پیٹ سے خارج ہونا ہے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 69، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 393 (3496)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اس کا رحم سے باہر نکلنا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ اس ارشاد کی طرح ہے: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ۝ (الانسان) یعنی شقاوت اور سعادت کی راہ۔

امام ابو نعیم نے الحلیہ میں حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے تورات میں پڑھا ہے یا صحف ابراہیم علیہ السلام میں اور میں نے اس میں یہ پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ میں نے تجھے پیدا کیا حالانکہ تو کوئی شے نہ تھا۔ اور میں نے تجھے انتہائی مناسب اور موزوں انسان بنایا۔ اور میں نے تجھے مٹی کے کیچڑ سے پیدا کیا۔ پھر میں نے تجھے نطفہ کی صورت میں ایک محفوظ جگہ (رحم) میں رکھا۔ پھر نطفہ کو علقہ بنایا۔ پھر علقہ کو مضغہ بنایا۔ پھر اس مضغہ میں ہڈیاں تخلیق فرمائیں۔ اور پھر ہڈیوں پر گوشت پیدا فرمایا۔ پھر ہم نے تجھے ایک دوسری تخلیق کے ساتھ پیدا فرمایا: اے ابن آدم! کیا میرے سوا کوئی دوسرا اس پر قدرت رکھتا ہے؟ پھر میں نے تیرا بوجھ تیری ماں پہ ہلکا کر دیا۔ یہاں تک کہ نہ وہ تیرے سبب بیمار ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی اذیت اٹھاتی ہے۔ پھر میں نے انتڑیوں کو حکم دیا کہ وہ وسیع ہو جائیں اور جوارح کو حکم دیا کہ وہ متفرق ہو جائیں۔ چنانچہ انتڑیاں وسیع ہو گئیں حالانکہ اس سے پہلے وہ تنگ تھیں۔ اور اعضاء علیحدہ علیحدہ ہو گئے حالانکہ اس سے قبل وہ جڑے ہوئے تھے۔ پھر میں نے اس فرشتے کو القا کیا جو کہ رحموں پر مقرر ہے کہ وہ تجھے تیری ماں کے پیٹ سے باہر نکالے۔ اور اس نے اپنے پر کے ایک بال کے ساتھ تجھے نجات دلا دی۔ اور اس نے تجھ پر واضح کر دیا کہ جب تو کمزور مخلوق ہے، تیرے پاس نہ کاٹنے والے دانت ہیں اور نہ ہی چبانے والی داڑھ ہے۔ پھر اس نے تیرے لیے تیری ماں کے سینے میں ایسی رگ رکھ دی ہے جو تیرے لیے گرمی کے موسم میں ٹھنڈا اور سردی کے موسم میں گرم دودھ مہیا کرتی ہے۔ اور اس نے اسے جلد، گوشت، خون اور رگوں کے درمیان سے تیرے لیے چن رکھا ہے۔ پھر تیرے لیے تیری ماں کے دل میں رحمت و محبت ڈال دی ہے اور تیرے باپ کے دل میں شفقت و پیار ڈال دیا ہے۔ پس یہ دونوں تیرے لیے سرتوڑ کوشش کرتے ہیں، مشقت اٹھاتے ہیں، تیری تربیت کرتے ہیں اور تجھے غذا باہم پہنچاتے ہیں اور خود نہیں سوتے یہاں تک کہ تجھے سلا دیں۔ اے ابن آدم! میں نے تیرے ساتھ اس طرح کیا ہے کسی خاص مقصد اور شے کے لیے نہیں کہ میں نے اسے پورا کرنے کے لیے اس سے مدد لی ہو۔ اے ابن آدم! جب تیرے دانت کاٹنے کے قابل ہوئے اور تیری داڑھیں چبانے کے قابل ہوئیں تو میں نے تجھے موسم گرما میں گرمی کے پھل اور موسم سرما میں اس کے مناسب پھل کھلائے۔ اور جب تو نے پہچان لیا کہ میں تیرا رب ہوں تو تو نے میری نافرمانی کی۔ اور جب تو نے میری نافرمانی کی ہے تو تو مجھ سے دعا مانگ۔ کیونکہ میں قریب ہوں، دعا کو قبول فرمانے والا ہوں اور مجھے پکار کیونکہ میں غفور رحیم ہوں۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لَمَّا يَقْضِ مَاۤ اَمَرَهٗ کے تحت کہا: کوئی بھی ہمیشہ ہر اس عمل کو (کما حقہ) بجا نہیں لا سکے گا جو اس پر فرض کیا گیا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهٖٓ کے تحت فرمایا کہ انسان کو اپنے داخل ہونے اور نکلنے کی جگہ کے بارے غور وفکر کرنا چاہیے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب التواضع میں کلبی کی سند سے حضرت ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انسان کو اپنے پاخانہ کے بارے غور وفکر کرنا چاہیے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب انسان بیت الخلا میں بیٹھتا ہے تو ایک فرشتہ اس کی گردن کو موڑ کر کہتا ہے جو خارج ہو رہا ہے اسے دیکھ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے: اے ابن آدم! اس کی طرف دیکھ جس کے بارے تو نے بخل کیا وہ کیا ہو گیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت بشیر بن کعب رحمہ اللہ اپنے ساتھیوں سے کہا کرتے تھے۔ جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوتے، تم چلو تاکہ میں تمہیں دنیا دکھاؤں پھر وہ آتے، اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کے پاس ٹھہر جاتے اور کہتے: دیکھو اپنے شہد کی طرف، اپنے گھر کی طرف، اپنی بطخوں اور اپنی مرغیوں کی طرف کہ وہ کیا ہو گئی ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا سے مراد ہے کہ بے شک ہم نے خوب بارش برسائی۔ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا پھر ہم نے نباتات کے ساتھ زمین کو پھاڑا۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَضْبًا سے مراد سبز گھاس ہے۔ یعنی گھاس اگائی۔ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا اور طویل وکثیر باغات۔ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا اور تازہ پھل اگائے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَدَآئِقَ سے مراد گھنے اور جڑے ہوئے باغات ہیں۔ اور غلب سے مراد خوب موٹے (تنوں والے درخت) اور الاب سے مراد زمین سے اگنے والی وہ گھاس اور نباتات ہے جسے جانور کھاتے ہیں اور اسے انسان نہیں کھاتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حَدَآئِقَ غُلْبًا سے مراد جڑے ہوئے (گھنے) باغات ہیں۔ اور فَاكِهَةً سے مراد لوگوں کے کھانے کے پھل ہیں۔ اور اَبًّا سے مراد جانوروں کا چارہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الغلب سے مراد کھجور کی بیلیں ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ غُلْبًا سے مراد موٹے تنے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا سے مراد جنت میں ایسے درخت ہیں جن سے سایہ تو حاصل کیا جائے گا۔ لیکن وہ کسی شے سے بار آور نہیں ہوں گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 72-73-76، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الاب سے مراد چوپاؤں کے لیے گھاس ہے۔

ابن جریر نے العوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الاب سے مراد گھاس اور چارہ ہے۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے وَّ اَبًّا کے بارے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: الاب سے مراد ہر وہ شے ہے جو چوپائے چرتے ہیں۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

تَرٰی بِهِ الْاَبَّ وَالْیَقْطِیْنَ مُخْتَلِطًا   علی الشریعة یجری تحتها العذب

''تو اس کے سبب ایک گھاٹ پر چارہ اور بیلوں کو ملا جلا دیکھتا ہے جس کے نیچے میٹھا پانی جاری رہتا ہے''۔

امام ابو عبید نے فضائل میں اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ابا کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: کون سا آسمان مجھے سایہ مہیا کرے گا اور کون سی زمین مجھے اٹھائے گی جب کہ میں کتاب اللہ کے بارے ایسی بات کہوں جو میں نہیں جانتا۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں خطیب اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر یہ آیت پڑھی: فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا حَبًّا ۝ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا ۝ وَّ زَیْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ۝ وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا ۝ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا اور فرمایا یہ سب وہ ہے جسے ہم پہچانتے ہیں تو اب کیا ہے؟ پھر آپ نے وہ عصا مبارک بلند کیا جو آپ کے ہاتھ میں تھا۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم یہ تکلف ہے اور تجھ پر یہ لازم نہیں کہ تو جانے اَب کیا ہے؟ کتاب اللہ کی جو ہدایت تمہارے لیے واضح ہو اس کی اتباع کرو (2) اور اس کے مطابق عمل کرو اور جسے تم نہ جان سکو تو اسے اس کے رب کے سپرد کردو۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حَدَآئِقَ سے مراد باغات ہیں۔ اور غُلْبًا سے مراد موٹے تنوں والے درخت ہیں۔ اور الاب سے مراد گھاس ہے۔ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ فرمایا: پھل تمہارے لیے ہے اور گھاس تمہارے چوپاؤں کے لیے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّ قَضْبًا سے مراد سبز گھاس وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا سے مراد گھنی کھجوریں ہیں۔ وَّ فَاكِهَةً سے مراد ہے کہ پھل تمہارے لیے ہے۔ وَّ اَبًّا اور گھاس تمہارے جانوروں کے لیے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ غُلْبًا سے مراد مشقت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ فَاكِهَةً سے مراد وہ پھل ہیں جنہیں انسان کھاتے ہیں اور اَب سے مراد چارہ (چراگاہ) ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 75، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 559 (3897)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ فَاكِهَةً وہ پھل ہیں جنہیں لوگ کھاتے ہیں۔ اور اَبًّا سے مراد وہ چارہ ہے جو جانور کھاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے جو شے اچھی اور میٹھی ہے وہ تمہارے لیے ہے۔ اور اب (گھاس) یہ تمہارے چوپاؤں کے لیے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَبًّا سے مراد گھاس ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو رزین رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا سے مراد نباتات ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الاَبّ سے مراد بھوسہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہر وہ شے جو زمین پر اگتی ہے وہی اَبًّا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وَّ اَبًّا کے بارے پوچھا۔ تو جب آپ نے انہیں یہ کہتے ہوئے دیکھا تو آپ درہ لے کر ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

امام عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا پڑھا اور فرمایا: اس فَاكِهَةً (پھل) کو تو ہم نے پہچان لیا ہے۔ تو یہ اَبًّا کیا ہے؟ پھر فرمایا: ٹھہر جاؤ۔ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وَّ اَبًّا کے بارے پوچھا گیا: اب کیا ہے؟ پھر آپ نے فرمایا: ہمیں اس کا مکلف نہیں بنایا گیا، یا فرمایا: ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

''پھر جب کان بہرا کرنے والا شور اٹھے گا۔ اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے۔ اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے۔ اور اپنی بیوی سے اور اپنے بچوں سے۔ ہر شخص کو ان میں سے اس دن ایسی فکر لاحق ہوگی جو اسے (سب سے) بے پرواہ کر دے گی۔ کتنے ہی چہرے اس دن (نور ایمان سے) چمک رہے ہوں گے۔ ہنستے ہوئے خوش و خرم۔ اور کئی منہ اس دن غبار آلود ہوں گے۔ ان پر کالک لگی ہوگی۔ یہی وہ کافر (و) فاجر لوگ ہوں گے''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا

marfat.com

Marfat.com

ہے کہ الصَّآخَّةُ یوم قیامت کا ایک نام ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ترمذی، حاکم اور ان دونوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انہوں نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بیان کی ہے کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھائے جاؤ گے۔ تو آپ کو زوجہ محترمہ نے عرض کی: کیا ہم میں سے بعض بعض کی شرم گاہ کی طرف دیکھیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلانہ! لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ (کہ اس دن ان میں سے ہر شخص کو ایسی فکر لاحق ہوگی جو اسے سب سے بے پرواہ کر دے گی)۔(2)

امام طبرانی، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھائے جائیں گے، پسینے نے انہیں لگامیں دے رکھی ہوں گی اور وہ کانوں کی چربی تک پہنچ رہا ہوگا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہائے شرمگاہ! ہم میں سے بعض بعض کی طرف دیکھیں گے۔ فرمایا: لوگ اس طرف سے غافل ہوں گے۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ (عبس)(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو قیامت کے دن پیدل، ننگے پاؤں اور غیر مختون اٹھایا جائے گا۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا مرد عورتوں کی دیکھیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ۔(4)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ننگے بدن اور ننگے پاؤں اٹھایا جائے گا۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہائے اتنی بے حیائی! کیا ہم میں سے بعض بعض کی طرف دیکھ رہے ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ مشغول ہوں گے۔ میں نے عرض کی: ان کا شغل کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ان میں صحائف (اعمالنامے) چیونٹیوں اور رائی کے دانوں کی طرح بکھرے ہوں گے۔(5)

حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو پابرہنہ، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھایا جائے گا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم شرم گاہوں کی کیا حالت ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا: لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 77، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 276 (2995)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 559 (3898)

4۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 167 (5876)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

5۔ معجم اوسط، جلد 1، صفحہ 462 (837)، مکتبۃ المعارف الریاض

6۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 559 (3898)

marfat.com

Marfat.com

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن جو سب سے پہلے اپنے باپ سے فرار اختیار کرے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اور جو سب سے پہلے اپنی ماں سے بھاگے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ جو سب سے اول اپنے بیٹے سے بھاگے گا وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ جو سب سے اول اپنے بھائی سے بھاگے گا وہ ہابیل ہے۔ جو سب سے پہلے اپنی بیوی سے بھاگے گا وہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ﴿۳۴﴾ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ ﴿۳۵﴾ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیْهِ پس وہ جانتے ہیں کہ یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن انسان پر اس سے شدید اور سخت کوئی شے نہیں ہوگی کہ وہ اسے دیکھے جسے وہ پہچانتا ہے۔ اس ڈر سے کہ وہ اس سے ظلم کا بدلہ طلب کرے گا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ الآیہ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُّسْفِرَةٌ کا معنی ہے اس کے چہرے روشن ہوں گے۔ اور تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ کے بارے کہا: ان پر شدت اور ذلت چھا رہی ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَتَرَةٌ کا معنی ہے چہروں کا سیاہ ہونا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ کی سند سے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کافر کو پسینے کی لگام دی جائے گی، پھر ان کے چہروں پر غبار چھا جائے گا۔ اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ عَلَیْهَا غَبَرَةٌ۔

marfat.com

Marfat.com